مقالات

محمد جابر محمد حسین☆

ٹیلیفون پر گفتگو کرنے کے آداب

[ملاقات اور گفتگو کے آداب]

مقدمہ از شیخ بکر بن عبداللہ ابوزید حفظہ اللہ

حمد وثنا کے بعد...... ٹیلی فون کے آداب کے بارے میں ہم کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ شریعتِ مطہرہ نے ہمارے لئے میل جول، ملاقات اور ایک دوسرے سے ملاقات اور ہم کلام ہونے کے آداب، کسی کے پاس آنے جانے اور کسی کے گھر میں داخل ہونے کے آداب بھی بیان فرمائے ہیں۔ ٹیلی فون بھی چونکہ ملاقات کی ایک صورت ہے، اسی پر قیاس کرتے ہوئے ہم ٹیلی فون کے آداب بیان کریں گے ۔ کیونکہ اگر مذکورہ کاموں یعنی کسی سے ہم کلام ہوتے وقت، کسی کی زیارت کے لئے آتے جاتے وقت، کسی سے بات چیت اور ملاقات کرتے وقت ہم شرعی آداب کو اپنائیں اور شرعی طریقہ ملحوظِ خاطر رکھیں گے تو اس سے معاشرہ میں باہمی بھائی چارے اور امن وسکون کو فروغ ملے گا۔

ایسے مواقع پر اسلامی آداب کو اپنانا انسان کے اخلاق کو بلند و بالا اور اعلیٰ کر دیتا ہے اور اخلاقِ عالیہ کا حامل انسان تب ہی ہوگا کہ ان عمدہ خوبیوں کو اپنایا جائے جن کی اسلام نے رہنمائی کی ہے۔ بات چیت میں لطف وشائستگی تب ہی آئے گی اگر ہمارا طرزِ تکلم بھی نبی ﷺ جیسا ہو جائے اور آپؐ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق ہو کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نرمی جس چیز میں بھی آئے گی اسے مزین کردے گی اور جس چیز سے نرمی و لچک ختم ہوگی وہ عیب دار بن جائے گی'' اور آپؐ نے فرمایا: ''جو لطف و شفقت سے محروم کردیا گیا، وہ بہت بڑی بھلائی سے محروم کردیا گیا'' بہرحال ٹیلیفون کے آداب کال کرنے والے اور جس کو کال کی جارہی ہے ان دونوں کے لئے ہیں لیکن کال کرنے والے پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ آغاز کرتا ہے اور غرض مند ہوتا ہے۔

اگر ہم کال Call یا ٹیلی فون اٹینڈ کرتے وقت ان آداب کو پیش نظر رکھیں گے تو یہ بات معاشرہ میں باہمی اُلفت ومحبت کو فروغ دینے کا وسیلہ و ذریعہ بن جائے گی اور جس معاشرہ میں یہ آداب پائے جائیں وہ ایک کامیاب معاشرہ کہلائے گا، اسی بات کا اسلام پیغام لے کر آیا ہے۔

یہ آداب اگرچہ موقع ومناسبت کے اعتبار سے یا فرد اور افراد کے اعتبار سے اور اہمیت وضرورت کے اعتبار سے بعض مقامات پر مختلف ہوجاتے ہیں اور عقلمند وہی ہے جو تمام امور کو شریعتِ مطہرہ کی روشنی

☆ فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ...... فاضل مدینہ منورہ یونیورسٹی، مدیر مرکز نداء الاسلام، اوکاڑہ

میں اپناتا ہے۔ عقلمند اور کامیاب آدمی بھی وہی ہے جو دوسروں سے سامانِ عبرت حاصل کرلے کیونکہ لوگ عقل وفہم میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ کئی ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں سے ہی سامانِ عبرت حاصل کرلیتے ہیں اور کئی ایسے ہوتے ہیں جب تک ان سے واسطہ نہ پڑے ان کیلئے سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔

ٹیلی فون پر گفتگو کے آداب

ذیل میں ایسی باتوں کا تذکرہ کیا جائے گا جن کو اپنانے سے بے شمار فوائد حاصل ہوسکتے ہیں:

(۱) صحیح نمبر کی تسلی: ضروری ہے کہ آپ جہاں فون کرنا چاہتے ہیں۔ مطلوبہ نمبر کی اچھی طرح پڑتال کرلیں اگر نمبر آپ کے پاس لکھا ہوا ہے تو کھول کر اپنے سامنے رکھ لیں تاکہ کہیں غلط جگہ پر کال نہ ہوجائے۔ ممکن ہے آپ کی تھوڑی سی لاپرواہی اور سستی سے کوئی سویا ہوا بیدار ہوجائے یا کسی مریض کے ہاں گھنٹی اس کے لئے پریشانی وکوفت کا ذریعہ بن جائے، اس لئے کال کرنے سے پہلے نمبر کو اچھی طرح چیک کرلیں اگر پھر بھی کہیں غلط مل جائے تو آپ معذرت کریں تاکہ جہاں رابطہ ہوا ہے، انہیں یقین ہوجائے کہ آپ نے عمداً انہیں تنگ نہیں کیا۔

ایسے ہی رانگ نمبر ملنے خندہ پیشانی سے جواب دیں اور آرام سے کہیں کہ یہ آپ کا مطلوبہ نمبر نہیں، آپ دوبارہ صحیح نمبر پر ٹرائی کریں کیونکہ اگر کال کرنے والے سے بھول ہوئی ہے تو اس میں اس کا کوئی قصور نہیں اور اگر اس نے جان بوجھ کر آپ کو تنگ کرنے کے لئے فون کیا ہے تو آپ تحمل وبردباری سے جواب دے کر سرخرو ہوں گے اور اسے بلاوجہ تنگ اور ناحق پریشان کرنے کا گناہ ہوگا:

وتغافل عن أمور إنه   لم يفز بالحمد إلا من غفل

''معمولی معاملات سے درگزر کرنا سیکھو بے شک قابل تعریف وہی ہے جو درگزر کرے''

(۲) فون کرنے کے لئے موزوں وقت کا انتخاب: اگر آپ کہیں فون کرنا چاہیں تو یاد رہے کہ جس طرح آپ کی ضروریات اور ٹائم ٹیبل ہے اسی طرح ہر شخص کی اپنی نجی مصروفیات اور ٹائم ٹیبل ہے کیونکہ ہر انسان کے کھانے، آرام اور کام کے اوقات ودیگر مصروفیات اور اسی طرح انسان کو کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں جن کی بنا پر ضروری نہیں کہ آپ جب بھی فون کریں متعلقہ آدمی آپ کو دستیاب ہوسکے بلکہ بعض دفعہ انسان اپنی ذاتیمصروفیات کی بنا پر دوسروں کیلئے وقت نہیں نکال پاتا۔ شریعتِ مطہرہ نے ایسے آدمی جس کی زیارت وملاقات کے لئے کوئی دوسرا شخص آئے، اس کو یہ حق دیا ہے کہ وہ جھوٹ اور دروغ گوئی سے بچتے ہوئے صاف لفظوں میں اچھے اُسلوب سے ملاقات سے معذرت کرسکتا ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ﴾ (سورۂ نور: ۲۸)

اللہ تعالیٰ سورۃ النور میں میل ملاقات کے آداب بیان کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ گھر والے

اجازت نہ دیں اور اگر یہ کہہ دیا جائے کہ لوٹ جاؤ پس لوٹ آؤ، یہ تمہارے لئے بہتر ہے، اس لئے فون کرتے وقت ایسے ٹائم کا انتخاب کرنا چاہئے جس سے دوسروں کی ضروریات و مصروفیات کو مدنظر رکھا جائے۔ مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ اگر فون وصول کرنے والا اپنی کسی مصروفیات کی وجہ سے اس وقت فون وصول نہ کرے اور کسی دوسرے وقت فون کرنے کا کہے تو اسے یہ حق حاصل ہے لیکن یہ معمول نہیں بنا لینا چاہئے۔ بلکہ ہر ایک دوسرے کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ پیش کرنا چاہئے اور ایسے اوقات منتخب کرنا چاہئیں جس میں دوسرے کے لئے فون کی وصولی آسان ہو۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں فرمایا ہے: ''کہ اے لوگو! کسی کے ہاں بلا اجازت نہ جاؤ لیکن پھر ان میں سے گھر کا غلام اور وہ بچہ جو ابھی بلوغت کو نہیں پہنچا تو وہ بلا اجازت آ جا سکتے ہیں، لیکن بعد میں تین مخصوص اوقات میں ان پر بھی پابندی لگا دی کہ یہ بھی بلا اجازت آئیں، نہ جائیں'' ارشادِ باری ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

''مؤمنو! تمہارے غلام ولونڈیاں اور وہ بچے جو بلوغت کو نہیں پہنچے، تین اوقات میں تم پر داخل ہوتے وقت اجازت لیا کریں: ایک صبح سے پہلے، دوسرا دوپہر کو جب تم کپڑے اتارتے ہو اور تیسرے عشاء کی نماز کے بعد، یہ تین اوقات تمہارے پردے کے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر اوقات میں تم پر گناہ نہیں کہ وہ بلا اجازت بھی آ جایا کریں۔ اسی طرح اللہ کریم اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں'' (سورۂ نور: ۵۸)

جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت طلب کر کے گھر میں داخل ہونا چاہئے جیسے بڑے اجازت طلب کرتے ہیں۔ اِسی طرح مسافر اگر طویل سفر اور مدت کے بعد واپس لوٹا ہے تو اس کو بھی اجازت نہیں کہ وہ رات کے وقت گھر میں داخل ہو تا کہ بلاوقت گھر والوں کو پریشان نہ کرے۔ اگر پیشگی اطلاع دے رکھی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں کہ جب واپس لوٹے تو اسی وقت گھر داخل ہو سکتا ہے۔

فون کے آداب کے سلسلہ میں مناسب اوقات کا ذکر ہوا ہے تو ایسے آداب مخصوص جگہوں کے لئے ہیں۔ جبکہ ایسے مقامات جہاں عوام ۲۴ گھنٹے رابطہ کر سکتے ہیں، جنہیں پبلک مقامات کہا جاتا ہے ان کے لئے ایسا ضروری نہیں۔ ان مقامات میں ہوٹل، ہسپتال، کرایہ کی بلڈنگ، تجارتی مراکز، کاروباری و دیگر ادارے جو پبلک کے لئے چوبیس گھنٹے کھلے رہتے ہیں۔ جہاں آمدورفت کے مخصوص اوقات نہیں ہیں بلکہ ہمہ وقت سروس ہے آپ وہاں رات اور دن جب چاہیں فون کرنے کے مجاز ہیں اور یہ بات ہمیں قرآن

مجید کی سورۂ نور کی آیت نمبر ۲۹ بتلا رہی ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَاتُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ﴾

''(ہاں) اگر تم ایسے مکان میں جاؤ جہاں کوئی مستقل رہائش پذیر نہ ہو اور اس میں تمہارے فائدے کا سامان ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم وہاں بلا اجازت آ جا سکتے ہو اور اللہ تمہارے ظاہری اور پوشیدہ تمام اعمال کی خبر رکھتا ہے''

اس لئے ایسے مقامات جو عوام کے لئے چوبیس گھنٹے کھلے رہتے ہیں اور وہاں آنے جانے میں کوئی پابندی نہیں، اسی طرح وہاں فون کے بھی معین اوقات نہیں۔ ان مقامات میں انکوائری آفس، فائر بریگیڈ، ایئر پورٹ، ہسپتال ایمرجنسی، ریسٹورنٹ اور دیگر عوامی مراکز جہاں عوام کے لئے اپنی ضروریات کی فراہمی اور آمد و رفت چوبیس گھنٹے جاری رکھ سکتے ہیں وغیرہ شامل ہیں۔

(۳) گھنٹی **(Bell)** بجنے کا دورانیہ: ٹیلی فون پر نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس کی بیل بجنے کا دورانیہ بھی مناسب ہونا چاہئے۔ اس قدر لمبا نہ ہو کہ سننے والا تنگ آ جائے اور نہ اس قدر جلد ختم کر دیا جائے کہ مطلوبہ آدمی ریسیور تک بھی نہ پہنچ پائے۔ نبی کریم ﷺ نے ملاقات کرنے والے کے لئے دروازہ کھٹکھٹانے کی تین مرتبہ اجازت دی ہے اور اگر تین مرتبہ کھٹکھٹانے کے بعد بھی اِجازت نہ ملے تو واپس چلے جانے کا حکم ہے:

• "اِذَا اسْتَاذَنَ اَحَدُكُمْ ثلاثا فلم يؤذن له فلينصرف" ''جب کوئی تم میں سے تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور پھر بھی اجازت نہ ملے تو اس کو چاہئے کہ وہ واپس پلٹ جائے''

اور دوسری جگہ آپؐ نے فرمایا کہ اجازت کا مقصد ہی یہ ہے کہ کسی پر بلا اجازت نگاہ نہ پڑے۔ معلوم ہوا کہ آنے والے کو تین مرتبہ اجازت طلب کرنے کا جواز ہے، اس کے بعد واپس چلے جانے کا حکم ہے۔ اس لئے ٹیلی فون کرتے وقت ہمیں ہمیشہ میانہ روی اور اِعتدال کی راہ اپنانی چاہئے کیونکہ ٹیلی فون کی گھنٹی کو تین گھنٹیوں تک محدود نہیں رکھ سکتے۔ فون کرنے والے کو چاہئے کہ نہ تو اس قدر بار بار لمبی گھنٹی دے کہ متعلقہ شخص اکتاہٹ اور تکلیف محسوس کرے اور نہ ہی بالکل مختصر ہونا چاہئے۔

امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں آتا ہے ایک عورت نے آ کر امام صاحب کے گھر کا دروازہ زور زور سے کھٹکھٹایا۔ آپؒ نے باہر آ کر اس کو ناپسند فرمایا اور اس عورت کو ڈانٹا کہ ایسا طریقہ تو پولیس اختیار کرتی ہے جبکہ عام آدمی سکون اور وقار سے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرامؓ کے کیا کہنے، وہ نفوسِ قدسیہؓ آپؐ کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ حدیث میں آیا کہ "كانوا يقرعون أبواب النبي ﷺ بالأظافير" کہ ''رسول اللہ کے صحابہؓ آپؐ

کے ادب کے پیش نظر آپؐ کے گھر کا دروازہ انگلیوں کے ناخنوں سے کھٹکھٹاتے تھے''۔ آج کے دور میں ہمارے ہاں دروازے پر موجود برقی گھنٹی کا استعمال بھی میانہ روی سے کرنا چاہئے بلاوجہ اور فضول بیل نہیں بجاتے رہنا چاہئے۔

ہمارے ہاں دیکھنے میں آیا کہ بعض لوگ بلاوجہ کھڑے کھڑے بار بار گھنٹی کے بٹن پر عادتاً ہاتھ لگاتے رہیں گے حالانکہ ایک مرتبہ گھنٹی دے کر دو چار منٹ انتظار کرنا چاہئے، ہوسکتا ہے گھر والے کہیں باہر گئے ہوں یا کسی ضروری کام میں مصروف ہوں یا بیت الخلا وغیرہ میں ہوں۔ فون کی گھنٹی کی آواز ان کے معمولات کو ڈسٹرب کرے گی تو دل میں نفرت جنم لے گی۔ اسی طرح ڈور بیل کو بھی اعتدال سے استعمال کرنا چاہئے۔

(۴) کال کی مقدار: عربی کا ایک مقولہ ہے کہ "لكل مقام مقال ولكل مقال مقدار" کہ ہر گفتگو کا کوئی موقع ہوتا ہے اور ہر بات کا کوئی وقت ہوتا ہے'' اس لئے آپ کال کرکے نہ بات اس قدر لمبی کریں کہ سننے والا اکتاہٹ محسوس کرے اور نہ اتنی مختصر ہو کہ سننے والے کو آپ کی بات بھی سمجھ میں نہ آسکے۔

بعض اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ جسے فون کیا گیا ہے وہ اکتاہٹ سے بات چیت کے سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے کہتا رہتا ہے یعنی اچھا پھر کسی وقت کھل کر باتیں کریں گے وغیرہ جبکہ کال کرنے والا اپنی ہی دھن میں مگن آج ہی اسے ساری باتیں سنانا چاہتا ہے اس لئے ہر دو فریق کو ایک دوسرے کا لحاظ و پاس رکھنا چاہئے۔

(۵) فون ڈائل کرنے والے کو السّلام علیکم کہنا چاہئے: ٹیلی فون ملانے والا آنے والے کے حکم میں ہے۔ اس لئے کہ جیسا آنے والے کی ذمہ داری ہے کہ جب کسی دوسرے فرد کے ہاں یا مجلس میں جائے تو آغاز السلام علیکم کہہ کر کرے، اسی طرح ٹیلی فون کرنے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ گفتگو کا آغاز اور گفتگو کا اختتام السلام علیکم سے کرے کیونکہ السلام علیکم امتِ محمدیہ کا شعار اور ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے لئے ہدیہ وتحفۂ سلامتی ہے۔ جیسا کہ کال کرنے والا آغاز السلام علیکم سے کرے گا ایسے ہی فون ریسیو کرنے والا بھی آغاز وعلیکم السلام سے کرے گا کیونکہ امام الانبیاء ﷺ نے ہمیں یہی تعلیم فرمائی ہے۔ حضرت ربعیؓ سے روایت ہے کہ

"قال أخبرنا رجل من بني عامر أنه استأذن على النبی ﷺ وهو فی بيت فقال آألِجُ فقال رسول الله ﷺ لخادمه: اخرج إلى هذا فعلّمه ...... الحديث"

''حضرت ربعی کہتے ہیں کہ ہمیں قبیلہ بنی عامر کے آدمی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے اور میں نے اپنے مخصوص انداز میں گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی، آپؐ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ باہر جاؤ اور اس کو اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھلاؤ اور اسے کہو

کہ پہلے السلام علیکم پکارے اور پھر پوچھے: کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔ اس آدمی نے باہر سے ہی یہ طریقہ سنا اور عرض کیا: السلام علیکم، کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ آپؐ نے تب اسے اجازت دی اور پھر وہ گھر میں داخل ہوا۔ (رواہ ابوداود)

اس لئے کال کرنے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ رابطہ ہونے پر سب سے پہلے السلام علیکم کہہ کر گفتگو کا آغاز کرے۔ ہمارے ہاں اکثر یوں ہوتا ہے کہ فون ڈائل کرنے والا رابطہ ہونے پر اس وقت تک گفتگو کا آغاز نہیں کرتا جب تک یہ پتہ نہ چل جائے کہ دوسری طرف کون ہے حالانکہ یہ بات اسلامی آداب کے منافی ہے۔ کیونکہ نبی کریم نے فرمایا ہے

عن عبد الله بن عمرو أن رجلا سأل رسول الله ﷺ أى الاسلام خير قال تطعم الطعام وتقرأ السلام علىٰ من عرفت ومن لم تعرف (متفق عليه)

''عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ کونسا اسلام بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تو کھانا کھلائے اور سلام کہے جس کو تو جانتا ہو اور جس کو نہ جانتا ہو''

ہمارے ہاں اکثر لوگ السلام علیکم کی بجائے غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی، ماڈرن بنتے ہوئے گفتگو کا آغاز ہیلو (Hello) سے کرتے ہیں۔ اسی طرح گڈ مارننگ اور گڈ ایوننگ کے الفاظ بولے جاتے ہیں، حالانکہ اسلام نے گفتگو کے آداب کے سلسلہ میں مسلمان کی رہنمائی کی ہے کہ وہ اپنی گفتگو کا آغاز السلام علیکم سے کرے۔

بعض اِسلام پسند اور سلجھے لوگ جنہوں نے اپنی غیر موجودگی میں آنے والے فون کو ریکارڈ کروانے کا بندوبست کیا ہے، انہوں نے السلام علیکم کے لفظ کو بھی ریکارڈ کروا رکھا ہے جو ایک قابل ستائش قدم ہے۔ اسی طرح محکمہ ٹیلیفون نے بھی انکوائری آفس میں السلام علیکم ریکارڈ کر رکھا ہے۔ اللہ کریم اس کا انہیں نیک صلہ عطا فرمائے۔ یہ طریقہ آداب کے خلاف ہے کہ کال کرنے والا فون ریسیو کرنے والے کی آواز سن کر اپنی گفتگو کا آغاز کرے بلکہ فون کرنے والے کا حق ہے کہ گفتگو کا آغاز وہی کرے جس کی چند وجوہات ہیں:

☆ اگر فون ریسیو کرنے والا گفتگو کا آغاز کرتا ہے تو یہ سنتِ نبویؐ کے خلاف ہے۔ حکم یہ ہے کہ آنے والا السلام علیکم کہہ کر آمد کی اطلاع دے، اسی طرح ڈائل کرنے والے کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ گفتگو کا آغاز السلام علیکم سے کرے اور یہ بات بھی دیکھنے میں آئی ہے کہ بعض شرپسند اور گھٹیا کردار کے لوگ فون کرکے محض چیک کریں گے اگر تو فون ریسیو کرنے والا کوئی مرد ہو تو بغیر گفتگو کئے لائن منقطع کردیں گے اور اگر فون ریسیو کرنے والی کوئی عورت ہوئی تو کال کرنے والا بے جا گفتگو اور سفلہ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے خواتین کو تنگ کرے گا۔ یہ مشغلہ اپنانے والے یاد رکھیں کہ اگر وہ کسی کے ہاں مردوں

کی عدم موجودگی میں فون کر کے خواتین کو تنگ کرتے ہیں اور ان سے لایعنی گفتگو کر کے راہ و رسم بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں تو بہت امکان ہے کہ کوئی دوسرا شخص ان کی عدم موجودگی میں ان کے ہاں فون کر کے ایسا ہی کرے۔ اللہ کریم ایسے لوگوں کی اصلاح فرمائے اور صحیح راستے پر رہنمائی کرتے ہوئے انہیں اس بدعادت سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

(۷) فون کرنے والے کو اپنے تعارف سے سلسلہ کلام کی ابتداء کرنی چاہئے: اسی طرح اگر فون ریسیو کرنے والا استفسار کرے کہ کون صاحب بات کر رہے ہیں یا بات کریں گے تو اس نام سے تعارف کروائیں جس نام سے آپ اپنے دوست احباب کے ہاں معروف ہیں بعض لوگ اپنا تعارف غیر واضح اور مبہم کرواتے ہیں یا فون پر غلط بیانی کر کے اپنا غلط تعارف کروائیں گے جو کہ گناہ ہے یا فون پر ایسا طریقہ اپنائیں گے، کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں...... پہچانو ذرا...... آپ کیسے پہچانیں گے...... دماغ پر زور دے کر پہچانو، میں کون ہوں......؟

بہتر یہی ہے کہ ایسی باتوں سے گریز کرتے ہوئے اپنا صاف اور معروف نام لینا چاہئے۔ اس سلسلہ میں نبی کریمؐ کا یہ فرمان ہماری رہنمائی کرتا ہے جسے امام ابوداود نے روایت کیا ہے:

عن جابرؓ استاذنتُ على النبيﷺ فقال من هذا فقلت أنا فقال النبيﷺ أنا أنا (رواه ابوداوٗد) و زاد كأنه كره

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریمؐ سے داخل ہونے کی اجازت طلب کی، آپؐ نے پوچھا: اجازت طلب کرنے والا کون ہے؟ میں نے کہا: میں ہوں، آپؐ نے فرمایا: میں کیا ہوا''

گویا کہ آپؐ نے ایسے تعارف کو ناپسند فرمایا۔ جس سے متکلم کی مکمل پہچان نہ ہوتی ہو اس لئے ضروری ہے کہ فون پر تعارف کے لئے اپنے مکمل نام کی وضاحت کرنی چاہئے کہ میں فلاں بن فلاں بات کر رہا ہوں یا کرنا چاہتا ہوں۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ فون کرنے والا مطلوبہ آدمی کی عدم دستیابی پر اپنا تعارف نہیں کراتا۔ گھر والے پوچھیں گے کہ آپ کون صاحب بول رہے ہیں تو بعض زیادہ عقل منداس کا جواب دینا پسند نہیں کرتے اور بلا تعارف ہی لائن منقطع کر دیں گے۔ جس سے گھر والوں کو کوفت ہوتی ہے، ہونا یہ چاہئے کہ اگر مطلوبہ شخص میسر نہ بھی ہو تو فون کرنے والے کو چاہئے کہ فون پر اپنا مکمل نام اور تعارف کروائے تا کہ گھر والوں کو کسی قسم کی پریشانی لاحق نہ ہو۔

(۸) گفتگو کا اختتام کیسے کریں؟: آپ نے اپنی مطلوبہ جگہ پر کال کی اور کال ملنے پر بات کا آغاز السلام علیکم کہہ کر کیا اور آپ جب گفتگو اور سلسلہ کلام کو ختم کرنا چاہتے ہیں تب بھی آپ پر لازم ہے کہ السلام علیکم کہہ کر گفتگو کو ختم کریں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إذا انتهى أحدكم إلى المجلس فليُسلّم فإذا أراد أن يقوم فليُسلّم فليست الأولى بأحق من الاخرة"

''تم میں سے جب کوئی کسی مجلس میں جائے تو سلام کرے اور جب وہاں سے واپسی کا ارادہ کرے تب بھی سلام کہہ کر واپس ہو کیونکہ پہلی مرتبہ کا سلام آمد پر تھا اور دوسرا سلام بوقتِ روانگی۔ یاد رہے کہ پہلا سلام دوسری جگہ پر کفایت نہیں کرسکتا۔''

اس حدیثِ مبارکہ سے پتہ چلا کہ گفتگو کے آغاز میں جب السلام علیکم کہا جائے گا تو اختتام پر وہی کفایت نہیں کرے گا بلکہ سلسلہ کلام کے اختتام پر پھر اسی تحفہ کو دوسرے کی نذرِ عقیدت کرکے ہی ختم کرنا اسلامی آداب کی رو سے ضروری ہے۔

(۹) دورانِ گفتگو آواز کی کیفیت: مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ گفتگو کے دوران اپنی آواز کو پست اور لہجہ دھیما رکھے بلاوجہ بلند سے بولنے کو ناپسند کیا گیا ہے۔ اسی طرح فون کرتے ہوئے بھی آواز کو میانہ رو اور پست رکھا جائے۔ آواز نہ اس قدر دھیمی ہو کہ مخاطب کو سمجھ ہی نہ آئے اور نہ اس قدر بلند ہو کہ مخاطب فون کو کان سے لگاتے ہوئے خوف محسوس کرے اور متکلم کے اردگرد کے لوگ اس کی گفتگو اور آواز کی بلندی کو سن کر طنزاً مسکرائیں۔ قرآنِ مجید میں اللہ کریم نے حضرت لقمان علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا جب انہوں نے اپنے بیٹے کی وصیت کی:

﴿وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ﴾ (سورۂ لقمان: ۱۹)

''اے بیٹا اپنی آواز کو پست رکھ کیونکہ سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے''

اِس لئے ضروری ہے کہ درجہ بدرجہ مخاطب کا لحاظ کرتے ہوئے اپنی آواز کو کنٹرول میں رکھنا چاہئے اگر مخاطب فون پر آہستہ آواز سے بات کرنے اور سننے کا عادی ہے تو ویسا ہی طریقہ اپنانا چاہئے اور اگر کوئی بلند آواز کا محتاج ہے تو پھر ویسا ہی طریقہ اپنانا ہوگا لیکن اس کے لئے میانہ روی بہترین چیز ہے جس کی شریعت نے ہر کام میں تعریف فرمائی ہے۔

(۱۰) ٹیلی فون اور عورت

اگر فون کرنے والی یا سننے والی کوئی خاتون ہو اور دوسری طرف مخاطب مرد ہو تو اس عورت کو چاہئے کہ اپنی آواز میں لچک پیدا نہ کرے بلکہ جچے تلے انداز میں ضروری گفتگو کرے اور گفتگو کا انداز سنجیدہ اور کھرا ہونا چاہئے کیونکہ اللہ کریم نے امام الانبیاء ﷺ کی بیویوں کو غیر مردوں کے ساتھ گفتگو میں اسی طرح رہنمائی فرمائی ہے:

﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا﴾ (سورۂ احزاب)

''اے پیغمبر کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم پرہیز گار رہنا چاہتی ہو تو کسی اجنبی شخص سے نرم نرم باتیں نہ کیا کرو تا کہ وہ شخص جس کے دل میں کسی قسم کا کوئی مرض ہو وہ کوئی امید نہ پیدا کرلے اور ان سے عام دستور کے مطابق بات کیا کرو''

مذکورہ فرمانِ الٰہی پر غور فرمائیں کہ اللہ کریم نبی کی زوجات جو مؤمنوں کی روحانی مائیں بھی ہیں یعنی امہات المومنین کو حکم دے رہا ہے کہ جب تم صحابہ کرامؓ سے گفتگو کرو تو اپنی آواز میں مٹھاس اور لچک پیدا نہ کرو بلکہ گفتگو میں ٹھہراؤ اور انداز سادہ ہونا چاہئے تاکہ کہیں کوئی بیمار دل آدمی کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے۔ مقامِ غور ہے کہ کہاں وہ پاکباز ہستیاں اور کہاں دیگر عورتیں!! اس لئے موجودہ دور کی عورت کو بھی چاہئے کہ وہ غیر مرد سے گفتگو کرتے ہوئے بلاوجہ بات کو طول نہ دے اور نہ ہی گفتگو سریلی اور نرم ہونی چاہئے بلکہ اجنبی مردوں سے گفتگو کرتے ہوئے عورت کی آواز ٹھوس، مضبوط، ترش اور بے لچک ہونی چاہئے۔

دورانِ گفتگو کسی بھی ذریعہ سے مخاطب کو یہ تاثر نہیں ملنا چاہئے کہ بات کرنے والی بلاوجہ بات کو طول دینا چاہتی ہے اور گفتگو میں کسی قسم کی ہنسی مذاق اور مسکراہٹ نہیں ہونی چاہئے بلکہ باضرورت اور مناسب طریقہ سے فون وصول کرکے بند کر دینا چاہئے۔ اندازِ گفتگو ایسا ہو کہ سننے والے کو یہ تاثر ملے کہ اس نے بحالتِ مجبوری فون وصول کیا ہے اگر کوئی مرد گھر میں ہوتا تو کبھی بھی، یہ عورت آن لائن (On line) نہ ہوتی۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ فون کرنے والے مرد کو بھی بلاضرورت گفتگو کو طول دینے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے اور اگر وہ کسی اجنبی عورت کی گفتگو کو ذریعہ تسکین نفس بناتا ہے یا اس کی باتوں سے لذت حاصل کرتا ہے تو ایسا کرنا بلاشبہ حرام ہے ہاں اگر عورت کے نوٹس میں آجائے یا اسے شک ہو جائے کہ مخاطب مرد اس کی گفتگو کو غلط رنگ دے رہا ہے یا اس کی گفتگو سے غلط مطلب حاصل کر رہا ہے تب عورت کے لئے بھی سلسلہ کلام جاری رکھنا حرام قرار پائے گا۔ گھر کے سربراہ پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے گھر میں اسلامی ماحول اور اسلامی تربیت کا اہتمام کرے اور مردوں کی موجودگی میں فون آنے پر کسی عورت کو چاہے وہ بیوی، بیٹی یا بہن کوئی بھی ہو اس کو قطعاً اجازت نہ ہو کہ وہ مرد کی موجودگی میں فون اٹینڈ کرے۔ یہ پابندی ہو کہ مردوں کو غیر موجودگی میں جو بھی فون اٹھائے گی وہ ضروری پیغام وصول کرکے فون بند کر دے گی۔ مردوں کی موجودگی میں مرد خود فون ریسیو کرے گا۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ کئی گھرانوں میں مردوں کی موجودگی میں بھی فون آنے پر عورت بلاجھجک فون اٹینڈ کرتی ہیں بلکہ بعض گھرانوں میں دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر مرد فون پر نہ آنا چاہتا ہو تو عورت کو فون ریسیو کرنے کا کہے گا۔ آہستہ آہستہ یہ بات معاشرہ کی خرابی کا سبب بنتی ہے۔

(۱۱) مراتب کا لحاظ

ٹیلی فون پر گفتگو کرتے وقت مخاطب کے شایانِ شان انداز اپنانا چاہئے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: "اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ" لوگوں سے معاملات ان کی حیثیت کے اعتبار سے کرو۔ دورانِ گفتگو بھی انداز مخاطب کی حیثیت و مرتبہ اور مقام کے مطابق ہونا چاہئے، ایسا نہ ہو کہ کسی چھوٹے یا جاہل سے گفتگو کرتے ہوئے جو انداز اپنایا جائے، بڑے اور عالم دین یعنی پڑھے لکھے آدمی سے گفتگو کرتے وقت بھی ایسا ہی انداز ہو بلکہ فرمانِ نبوی یاد رہے، آپؐ نے فرمایا:

"ليس منا من لم يوقّر كبيرنا ويرحم صغيرنا ويعرف لعالمنا حقه" (رواہ احمد)

''جو آدمی بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت اور علماء کا قدر دان نہ ہو، وہ ہم سے نہیں''

اسلئے گفتگو کرتے وقت مخاطب کے مرتبہ اور حیثیت کا لحاظ رکھ کر گفتگو کرنا چاہئے۔

دیکھنے میں آیا ہے کہ کسی دن دو فون کرنے اور سننے والے بڑی دلچسپی اور خوش دلی و محبت اور اپنائیت سے باتیں کریں گے، لیکن کسی اور دن فون کرنے والا خوشگوار موڈ میں فون کرتا ہے اور فون وصول کرنے والا اپنی نجی ضروریات یا ذاتی مسائل کی بنا پر اس دفعہ سابقہ خوش دلی سے بات چیت میں حصہ نہیں لے سکتا، اس سے یہ مفہوم اور مطلب اخذ نہیں کرنا چاہئے کہ اس کے دل میں پہلی والی قدر اور محبت نہیں رہی بلکہ یہ سوچ پیدا کر لینی چاہئے کہ وہ اپنی ذاتی مصروفیت اور ضروریات کی بنا پر پہلے والی پرتپاکی کا مظاہرہ نہیں کر سکا، آئندہ پھر کبھی فون کر کے اس کا ازالہ ہو جائے گا۔

ٹیلی فون کرنے کے آداب میں سے یہ بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ آپ کال کرتے وقت کسی الگ تھلگ کمرے میں ہوں۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے جہاں تمام گھر والے بیٹھے ہوں، بچے کھیل کود میں مصروف اور چیخ و پکار اور گپ شپ لگا رہے ہوں وہاں سے فون کیا جا رہا ہوتا ہے جس سے فون کرنے اور سننے والے دونوں کوفت و تنگی محسوس کرتے ہیں، اس لئے فون کرتے وقت حتیٰ الامکان تنہائی اپنانی چاہئے۔

یاد رہے کہ کسی خاص الخاص دوست سے بھی فون پر باتیں کرتے ہوئے کھلکھلا کر ہنسنا نہیں چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ آپ اس چیز کے عادی ہو جائیں اور کسی عام آدمی کا فون ریسیو کرتے ہوئے بھی آپ ویسا ہی انداز اپنا لیں جس سے آپ کی شخصیت مجروح ہو۔

(۱۲) <u>انتظار کے دوران ساز وغیرہ</u>: دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض لوگ فون آنے پر ہولڈ کروا کر کوئی ساز یا گانوں کی ریکارڈنگ لگا دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ قطعی طور پر حرام ہے اور بعض لوگ انتظار کے دورانیہ میں تلاوت کی ٹیپ جاری کر دیتے ہیں اور جب دوبارہ لائن جاری ہوتی ہے تو کئی دفعہ آیت کو مکمل کئے بغیر گفتگو کا آغاز ہو جاتا ہے۔ بلا موقعہ آیت کو ختم کر کے بات چیت کا اگر آغاز کر دیا جائے تو اس سے بھی گنہگار ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ ریسیور کو بغیر کسی ساز و آواز کے خالی انتظار میں

رکھیں، اس میں کوئی حرج نہیں۔اس مقصد کے لئے بعض جگہ ٹیلیفون کی انتظاری ٹون بھی استعمال کی جاسکتی ہے۔

(۱۳) کسی دوسرے کا فون استعمال کرنا: معاشرہ میں یہ بات دیکھنے میں آئی ہے کہ بعض لوگ جب کسی کے ہاں میل و ملاقات یا کسی دوسری ضرورت کے لئے گئے ہوں اور وہاں فون کی سہولت نظر آئی تو فوراً ہی فون کرنے کی ضرورت محسوس ہونے لگتی ہے اور فون کرنے کی درخواست کردی جاتی ہے۔ حتی الوسع کوشش یہ ہونی چاہئے کہ کسی دوسرے کا فون بالکل استعمال نہ کریں اور مانگنے سے بھی حتی الوسع گریز کرنا چاہئے کیونکہ بعض تنگ ظرف لوگ بادلِ نخواستہ اجازت تو دے دیتے ہیں لیکن ان کے دلوں میں آپ کی قدر ومنزلت کم ہوجائے گی اور بعض لوگ منہ توڑ جواب دے دیں گے جس سے آپ کی سبکی و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا اور یہ دونوں صورتیں ہی اچھی نہیں، اس لئے حتیٰ الوسع کسی غیر کے فون کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

ٹیلی فون واہل خانہ

وہ گھر کتنا خوش قسمت ہے جس کا ایک کنٹرولر ونگران اور سربراہ ہے جو خود بھی اسلامی آداب اور شرعی اَحکامات کی پاسداری کرتا ہے اور اپنی بیوی بچوں کی صحیح نگہداشت اور اسلامی تربیت کا اہتمام و بندوبست کرتا ہے اور پھر ایسے گھر میں ٹیلی فون کے بارے میں درج ذیل باتوں کا اہتمام ہوتا ہے:

۱۔ مرد کی موجودگی میں کسی بھی عورت کو قطعاً فون اٹینڈ کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

۲۔ بلا اجازت فون کرنے کی قطعاً اجازت نہ ہوگی۔

دوسری طرف وہ گھرانہ کتنا بدنصیب ہے جس کے ہاں فون استعمال اور اٹینڈ کرنے کی کوئی پابندی نہیں اور جن کے ہاں فون کی گھنٹی ہونے پر ہر چھوٹے بڑے مرد وعورت کی خواہش ہو کہ وہ سبقت کرتے ہوئے فون ریسیو کرے، ایسے گھروں میں دیکھنے میں آیا ہے کہ مردوں کی موجودگی میں بھی اگر عورت فون اٹینڈ کرے گی تو اجنبی مردوں کے فون کو بھی ایسے ریسیو کیا جائے جیسے کسی قریبی رشتہ دار محرم کا بڑی مدت کے بعد فون آیا ہے۔

ایسے گھرانوں میں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جوان لڑکیاں بلا اجازت و بلاروک ٹوک فون کو استعمال کرتی ہیں اگر کبھی گھر کا سربراہ پوچھ ہی لے کہ فون کہاں کیا جارہا ہے تو سہیلی کا لفظ ہی کافی ہے حالانکہ گھر کی جوان اور بالغ بچیوں کو اس فتنہ پرور اور بے راہ روی کے دور میں تو اِجازت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ فون بلا اِجازت استعمال کرسکیں ہاں اگر انہوں نے کسی اپنی سہیلی دوست کو فون کرنا ہو تو والدہ کو چاہئے خود فون ملا کر متعلقہ دوست کے آنے پر بچی کی بات کروا دے اور اچھا ہے کہ دورانِ گفتگو بھی ان

کے پاس رہے۔نو جوان لڑکیوں کو فتنوں سے بچانے کے لئے آپ محسوس کریں کہ آپ کی یہ نگرانی آخر کار گھریلو استحکام اور معاشرتی امن وسکون کا باعث بنے گی، ان شاء اللہ

ٹیلی فون اور دفتر

دفتر اگر چھوٹا ہو اور اس کے ذمہ دار اور متعلقہ شخص خود ہی فون وصول کرے تو بہت اچھا ہے۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آیا ہے کہ چھوٹی سی دکان یا دفتر بھی مالک نے ملازم بٹھا رکھا ہے جو پہلے فون اٹینڈ کرے گا پھر متعلقہ شخص سے بات کروائے گا، کوشش یہ ہونی چاہئے کہ متعلقہ شخص خود ہی فون اٹینڈ کرے اور یہ جھوٹا پروٹوکول چھوڑ دیا جائے۔ ہاں اگر واقعی دفتر اس قدر بڑا ہے وہاں بیسیوں ملازم کام کرتے ہیں یا کوئی کارخانہ اور فیکٹری وغیرہ ہے جہاں ایکسچینج کے بغیر کام نہیں چل سکتا تو وہاں استقبالیہ بنا کر آپریٹر رکھا جاسکتا ہے کیونکہ وہاں غرض یہ ہوتی ہے کہ آنے والے فون کو جلد از جلد متعلقہ آدمی تک پہنچایا جاسکے۔لیکن بعض لوگ جھوٹی نمائش کے طور پر خود فون اٹینڈ نہیں کریں گے بلکہ دوسروں پر رعب اور نمود ونمائش کے لئے ایسا طریقہ اختیار کریں گے جو اچھا نہیں۔ اگر مقصود سہولت ہو تو اس سے استفادہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ورنہ اس سے پرہیز ہی بہتر اور صاحب فون کو خود ہی فون ریسیو کرنا چاہئے۔

ٹیلی فون اور مفتی

ٹیلی فون کو جہاں انسان اپنی دیگر ضروریات اور کاروباری امور میں استعمال کر کے اس نعمت سے فائدہ اٹھاتا ہے وہاں انسان بوقتِ ضرورت کسی عالم دین مفتی سے پیش آمدہ کسی شرعی مسئلہ کے لئے رجوع بھی کرسکتا ہے۔لیکن یاد رہے کہ فون کرتے وقت اس عالم دین کے علم کو پرکھنا اور آزمائش کرنا مقصود نہ ہو اس لئے فون پر عالم دین یا مفتی صاحب سے اگر کسی مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہو تو آپ غرض مند اور سائل ہیں۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ فون کریں اور اپنا مختصر تعارف کروا کر عالم دین کے سامنے اپنا مسئلہ اور فتویٰ رکھیں اور اس سے پوچھیں کہ اگر تو آپ مجھے ابھی بتا سکیں تو آپ کی مہربانی ورنہ مجھے ٹائم دیں میں دوبارہ فون کر کے جواب وصول کروں گا اور جواب ملنے پر مفتی کا شکریہ ادا کریں۔ ہمارے ہاں یہ رواج ہے کہ عالم دین کو فون کیا اس کے سامنے اپنا حل طلب مسئلہ رکھا، اس کی مصروفیات کو جانے بغیر سائل کی خواہش ہوگی کہ مجھے ابھی جواب دے دیا جائے اور اگر عالم دین اپنی کسی مجبوری کی بنا پر اسی وقت جواب دینے سے گریز کرے تو طرح طرح کی باتیں بنائی جائیں گی۔ "دیکھو جی، علماء سے مسائل پوچھنا کون سا آسان ہے۔ میں نے فلاں عالم دین سے مسئلہ دریافت کیا، اس نے کہا: میں فارغ نہیں، دوبارہ فون کرو"، ایسے ہی بدظنی رکھنا اچھا نہیں۔ حالانکہ ممکن ہے جس وقت آپ نے اس عالم دین سے رابطہ کیا اس کے تدریس کے اوقات ہوں یا وہ کھانے کے موڈ یا دیگر کسی ضرور کام میں مشغول ہو، اس لئے اس کو

حق حاصل ہے کہ آپ کو دوبارہ وقت دے دے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر آپ نے کسی عالم دین سے کسی مسئلہ پر بات چیت کی تو آپ اس کی اجازت کے بغیر اس کی گفتگو کو ریکارڈ نہیں کر سکتے اور ایسے بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص کو کسی مسئلہ میں صحیح جواب مل گیا اور جواب ملنے کے بعد کسی دوسرے عالم دین کو فون کر کے اس عالم کے علم کا امتحان لے گا۔ مقصد یہ ہوگا تاکہ وہ اپنی بے بسی اور عاجزی کا اظہار کرے یاد رہے جب شک اور اِشکال دور ہو جائے تو پھر کسی کے علم کے معیار کو پرکھنے کے لئے سوال کرنا بالکل صحیح نہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ فون پر دینی مسئلہ پوچھنے کے لئے مناسب وقت کا انتخاب انتہائی ضروری ہے۔

فون نعمت کب ہوگا؟...... ہر وہ فون جو بامقصد ہو جس سے دونوں فریقین آسانی سمجھیں وہ نعمت متصور ہوگا کیونکہ جب تک آپ فون کا استعمال صحیح کریں گے، تب تک یہ نعمت رہے گا جیسا کہ اگر آپ کاروبار سے منسلک ہیں اور آپ فون کر کے مارکیٹ سے کاروبار کے اُتار چڑھاؤ یا کسی عزیز و اَقارب کی خیر و عافیت یا دیگر ضروری بامقصد کام کے لئے استعمال کرتے ہیں تو یہ نعمت ہے۔

فون زحمت کب ہوگا؟...... کسی مسلمان کو بلا وجہ تنگ کرنا حرام ہے اس کی باتیں چوری چھپے سننا حرام ہے۔ اب وہ صورتیں بیان کی جاتی ہیں جن میں فون رحمت کی بجائے زحمت محسوس ہوتا ہے۔

(ا) کسی دو کی گفتگو کو بلا اجازت سننا حرام ہے کیونکہ حدیثِ نبویؐ ہے: "لا تجسّسوا ولا تحسّسوا" ''جاسوسی مت کرو، ٹوہ مت لگاؤ'' اس لئے کسی آدمی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی کی بات چیت خواہ دنیاوی ہو یا دینی ہو، گھریلو ہو یا کمرشل بلا اِجازت ریکارڈ کرے یا سنے۔ ایک اور حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں:

"إن النبی ﷺ قال إذا حدث الرجل الرجل فالتفت فھی أمانة"

حضرت جابر کہتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: جب دو آدمی آپس میں گفتگو کر رہے ہوں اور دورانِ گفتگو وہ آگے پیچھے دیکھیں تاکہ کوئی ان کی بات سن نہ سکے تو ان کی وہ گفتگو امانت سمجھی جائے گی''

اور جب بات کرنے والا صرف مخاطب اور سامع کو ہی بتلانا چاہے تو سننے والے کے پاس یہ بات امانت متصور ہوگی اور اس کے لئے بھی لائق نہیں کہ وہ بلا اِجازت کسی اور کے سامنے بیان کرے۔ یہ حدیث کس قدر فصاحت و بلاغت اپنے اندر سموئے ہوئے ہے کہ متکلم اگر دورانِ گفتگو ادھر ادھر اس غرض سے دیکھتا ہے تاکہ مخاطب کے علاوہ کوئی اور نہ سن سکے تو یہ امانت سمجھی جائے گی اور اس کی حفاظت کرنا مخاطب پر فرض ہوگا اور اگر وہ ایسا کرے گا تو اس سے ان دونوں میں محبت پروان چڑھے گی اور اگر وہ اس ذمہ داری کو پورا نہیں کرتا اور بلا اجازت کہیں اور بیان کرے گا تو وہ خیانت کا مرتکب ہوگا اور ان کے درمیان نفرت پیدا ہوگی......امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ ''کسی کے راز کو نہ چھپانا جرم ہے اور اگر اس راز میں

کوئی نقصان والا پہلو ہو تو پھر اس کو اصلاح پر قدرت رکھنے والے کے سامنے ظاہر کیا جاسکتا ہے۔''

امام ماوردیؒ فرماتے ہیں ''کسی کے راز کو ظاہر کرنا اپنے راز کو ظاہر کرنے سے بدتر ہے کیونکہ اس سے دوہرے جرم یعنی خیانت کے ساتھ ساتھ چغلی جیسے قبیح فعل کا بھی ارتکاب ہوتا ہے۔''

امام راغبؒ کہتے ہیں: راز دو قسم کا ہوتا ہے ایک یہ کہ متکلم مخاطب کو تاکید کرے کہ جو میرے اور تیرے درمیان بات چیت ہوئی ہے، یہ میرے اور تیرے درمیان رہے کسی تیسرے کی اس تک رسائی نہ ہو اور دوسری قسم یہ ہے کہ متکلم بات کرتے وقت ایسا انداز اختیار کرے کہ مخاطب سمجھ جائے کہ اس کا مطلب اور غرض یہ ہے کہ ہمارے علاوہ کوئی تیسرا ہماری بات چیت سن نہ سکے۔

اس لئے اگر آپ ٹیلیفون پر کسی دو افراد کی بات چیت بلا اجازت سنیں یا اس کو ریکارڈ کریں تو یہ خیانت اور دھوکہ ہے اور اگر ریکارڈ کرکے اس کو شائع کریں اور اس کو افشا کریں تو یہ خیانت در خیانت ہے۔ اس لئے کسی مسلمان کے لائق نہیں کہ وہ فون پر یا عام دو آدمیوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کو بلا اجازت سنے یا ریکارڈ کرے کیونکہ ایسا کرنا امانت و دیانت کے خلاف ہے۔ امانت و دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر آپ نے بوقتِ ضرورت اپنا ریسیور اٹھایا اور وہاں کسی دو کی گفتگو سنائی دے رہی ہے تو آپ فوراً ریسیور واپس رکھ کر گفتگو کے اختتام کا انتظار کریں۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض لوگ اپنے حقیقی بھائی یا والدہ یا دیگر رشتہ داروں کی گفتگو دوسرے سیٹ پر سنتے ہیں حالانکہ یہ اس سے بھی بدترین جرم ہے۔ ایسے آدمی کی وعید کے لئے ہم ایک حدیث درج کررہے ہیں، جسے امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الادب المفرد میں درج کیا ہے:

"عن ابن عباسؓ أن النبیﷺ قال من استمع إلی حدیث قوم وهم له کارهون صُبّ فی أذنیه الانك یوم القیامة"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس آدمی نے کسی کی اجازت کے بغیر ان کی گفتگو سنی اور وہ اس گفتگو کو سننا ناپسند کرتے تھے، ایسے آدمی کے کام میں قیامت کے دن سیسہ ڈالا جائے گا۔''

رانگ نمبر (Wrong Number)

یہ بات بھی معاشرے میں دیکھنے میں آئی ہے کہ بعض پراگندہ خیالات کے نوجوان مردوں کے ڈیوٹی اور کاروباری اوقات میں گھریلو خواتین کو تنگ کرنے اور ان کی آواز سننے اور ان سے گپ شپ لگانے کے لئے کسی گھر میں فون کرکے بات چیت کا سلسلہ پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ بخدا یہ حرام ہے اور بہت گناہ کی بات ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ایاکم والد خول علی النساء" ''تم اجنبی عورتوں کے پاس مت جاؤ''

اور جب اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے منع کیا گیا ہے تو اس پر قیاس کرتے ہوئے اجنبی

عورتوں کو فون کرنا بھی حرام ٹھہرا اور یہ بھی یاد رہے کہ اگر کوئی رانگ نمبر کے ذریعہ یا کہیں نمبر ڈائل کر کے وقت گزاری کا سامان پیدا کرتا ہے تو قوی امکان ہے کہ کسی دوسرے وقت کوئی اور اس کے گھر میں رانگ نمبر کر کے وقت گزاری کا سامان پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ امام شافعیؒ کا ایک شعر لائق مطالعہ ہے:

ان الزنٰی دَین فان اقرفته
کان الوفاء من أهل بيتك فاعلم

''بے شک زنا اُدھار ہے اگر آپ نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے تو یاد رکھئے کہ ایک دن آپ کے گھر والوں کے ساتھ اس اُدھار کو چکا دیا جائے گا''

اس لئے گھر کے سربراہ اور باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے اَسباب اختیار کرے جس سے ان بے ہودہ لوگوں کے شر سے بچا جاسکے۔ ایسے چند طریقے جن سے رانگ نمبر کم وصول ہوں:

۱۔ گھر میں ٹیلی فون کے سیٹ ایک سے زیادہ نہ ہوں۔
۲۔ لڑکیوں کے کمروں میں ٹیلی فون سیٹ نہ رکھے جائیں۔
۳۔ مردوں کی غیر موجودگی میں ٹیلی فون پر بالترتیب جواب دینے کی ذمہ داری لگائی جائے۔
۴۔ ٹیلی فون پر جواب دینے کا طریقہ بتایا جائے اور یہ کہ بامقصد اور ضروری گفتگو ہی کی جائے اور کال کرنے والے کے سوال کا ہی جواب دیا جائے۔

ٹیلی فون کا استعمال: فون کو بے جا استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ ہر وقت فون پر باتیں کرتا نظر آنا کوئی اچھی بات نہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض لوگ فون پر چپکے کبھی دفتر، کبھی گھر، کبھی دکان، کبھی فیکٹری فون کرتے نظر آئیں گے، ہوسکتا ہے وہ اپنی عادت سے خود تو مطمئن ہوں لیکن فون کرنے والوں کے لئے وبالِ جان بنے ہوتے ہیں، اس لئے فون کا استعمال بامقصد اور مختصر ہونا چاہئے۔

فون یا شب خون: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کو ڈرانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ حدیث میں آیا ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لا يحل لمسلم ان يروع مسلما" (رواہ احمد وابوداود)

آپؐ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی کو ڈرائے''

اس لئے ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کی طرف لوہے کی چیزوں مثلاً چاقو، چھری یا خنجر وغیرہ سے اشارہ کرنا حرام ہے۔ اسی طرح سے کسی کو ڈرانے والی نظروں سے دیکھنا بھی صحیح نہیں اور اس پر یہ خیال کرتے ہوئے کسی کو بلاوجہ فون کرکے ڈرانا صحیح نہیں۔ بعض لوگ کسی کی کمزوری سے واقف ہوجاتے ہیں پھر فون کر کے ان کو بلیک میل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بہرحال مسلمان کو ڈرانا جائز نہیں۔

موبائل فون: موبائل فون موجودہ دور کی ایجادات میں سے ایک مفید ایجاد ہے۔ اس کا صحیح استعمال قابل تعریف ہے۔ لیکن موجودہ دور میں موبائل نے ایک فیشن کی حیثیت اختیار کرلی ہے۔ چند

افراد کے لئے واقعتاً یہ انتہائی ناگزیر ضرورت بھی ہے جن کی کاروباری و دیگر مصروفیات اس قدر زیادہ اور اہم ہیں کہ فون کے بغیر چارہ نہیں لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی اب یہ رواج، فیشن اور سٹیٹس سمبل (اِمارت کی علامت) سمجھا جارہا ہے۔ بعض لوگ ضرورت نہ ہونے کے باوجود اسے اٹھائے پھرتے اور نمایاں کرتے نظر آتے ہیں۔ سفر اور حضر میں، شادی اور غمی میں، دفتر اور گھر میں، غرض جگہ جگہ ساتھ لئے پھرنا ان کا معمول ہے۔ جہاں چند لوگ نظر آئے جھٹ فون نکالا اور جھوٹی شان وشوکت کے لئے فون ملانا شروع کردیا۔ بعض لوگ میٹنگ یا پروگرام میں دوسروں پر رعب اور اپنی جھوٹی دھاک بٹھانے کے لئے میٹنگ سے باہر جاکر بار بار فون کریں گے تاکہ لوگوں کو دکھلایا جاسکے کہ کس قدر مصروف آدمی ہیں۔ ہمارے اور آپ کے مشاہدہ میں ہے کہ بعض لوگ موبائل کو بلامقصد استعمال کریں گے۔ صرف نمائش اور خودنمائی کے لئے یہ کوئی اچھی عادت نہیں، بلکہ یہ تو ایک نفسیاتی مرض ہے اور ایسا شخص احساسِ کمتری کا شکار نظر آتا ہے اور وہ ایسی حرکات کرکے اپنے آپ کو نمایاں اور باحیثیت دکھلانا چاہتا ہے۔

یاد رہے کہ ہم موبائل فون کی افادیت اور اس کی اہمیت وضرورت سے انکار نہیں کررہے، بلکہ ہمارا مقصد تو اس کی نمائش اور وہ بھی بھونڈے طریقے سے دکھلاوا کرنے والوں کی مذمت کرنا ہے۔ ہاں غرض مند آدمی کی بلاشبہ ضرورت ہے اور جس کو استعمال کرنا اس کا حق ہے۔ ☆☆

سالانہ اجتماع اِسلامک ویلفیئر ٹرسٹ (خواتین وِنگ)

مہمانِ خصوصی

بیگم سعیدہ احمد میاں سومرو
والدۂ محترمہ گورنر سندھ

عرب ممالک سے بھی ممتاز
اہل علم خواتین کی شرکت

بمقام
الحمرا آرٹس کونسل
ہال نمبرا، شاہراہ قائداعظم

۲/ نومبر ۲۰۰۰ء بروز جمعرات
۹ بجے صبح، الحمرا ہال نمبرا، لاہور

ٹرسٹ کی سرگرمیوں کی رپورٹ اور آئندہ سال کے منصوبے پیش کئے جائینگے
اور مہمان خصوصی اسلامک انسٹیٹیوٹ کی طالبات کو اسناد بھی تقسیم کریں گی

معروف مقررات اور خواتین رہنماؤں کی تقاریر

مسز رضیہ ازہر (جنرل سیکرٹری) فون: 5866476, 5866396